To view the Arabic text, you need to have the Traditional Arabic font on your computer.

قرآنی آیات کو بہتر طور پر دیکھنے کے لئے آپ کو عربیک ٹریڈیشنل فونٹ کو ڈاؤن لوڈ کرنا ضروری ہوگا۔

اسلام میں قرآن

Urdu
October 16, 2007
www.muhammadanism.org
www.noor-ul-huda.com

"Ask those who are acquainted with the Scripture, if ye know not."

The Koran In Islam

AN INQUIRY INTO THE INTEGRITY OF THE QURAN

BY THE
Rev. W. GOLDSACK
1871-1957

قرآن کی صحت ودُرستی کی تحقیق

از

علامہ ڈبلیو گولڈسیک صاحب مرحوم

فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ

سورہ النحل آیت ۴۳

THE CHRISTIAN LITERATURE SOCIETY
LONDON, MADRAS AND COLOMBO 1906
1906

اسلام میں قرآن

تمہید

دینِ اسلام کی بنیاد قرآن شریف پر ہے۔ اہل اسلام اس کتاب کی بدرجہ غائت تعظیم وتکریم کرتے ہیں اوراُن کے درمیان قرآن شریف بڑے بڑے اعلیٰ القاب سے مُلقب بھی ہے۔ چنانچہ ازانجملہ ،فرقان، قرآن مجید،قرآن شریف اورالکتاب بہت بڑے بڑے القاب ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ" قرآن غیرمخلوق کلامِ خدا ہے" جواُس نے جبرائیل فرشتہ کی معرفت اپنے بندے اوررسول حضرت محمد پرنازل فرمایا۔بہتوں کا خیال ہے کہ قرآن کی عربی بے نظیراورممتنع المثال ہے۔ حضرت محمد نے خود کفار سے کہا کہ اگرتم قرآن کوکلام اللہ تسلیم نہیں کرتے اوراختراعِ انسانی جانتے ہو تو تم بھی اس کی مانند بنا کردکھلاؤ۔چنانچہ سورہ بقرہ کی۲۳ویں آیت میں مرقوم ہے وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُواْ بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُواْ شُهَدَاءكُم مِّن دُونِ اللّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ یعنی اگر تم شک میں ہواُس کلام سے جواُتارا ہم نے اپنے بندے پر تولاؤایک سورت اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگرتم سچ ہو"۔

بیشک اس میں توکلام نہیں کہ قرآن کے بعض مقامات کی عربی نہایت ہی عمدہ اورشستہ ہے اورتمام جہان کے مسلمان اُسے نہایت اشتیاق سے گاگا کر پڑھتے ہیں۔ تمام قرآن کوحفظ کرنا کارِعظیم اورکارِثواب خیال کیا جاتا ہے۔

اگرمتن قرآن پر بغور نظر کی جائے توصاف معلوم ہوجاتاہے کہ مضامین مندرجہ قرآن بہت ہی مختلف ومتشتتہ ہیں لیکن اُس میں زیادہ تریہودی اورمسیحی ادیان کا ذکر ہے۔ ان ادیان کے بارے میں جوکثیر التعداد حوالجات پائے جاتے ہیں اُن سے صاف عیاں ہے کہ حضرت محمد نے اپنے تئیں کسی نئی ملت کا بانی اس قدرقرارنہیں دیا جس قدر کہ پُرانے ابراہیمی دین کا پھیلانے والا۔ علاوہ بریں آنحضرت نے دینِ یہود اوردینِ عیسوی کے بارے میں جوکچھ بیان کیا ہے وہ یہوونصاریٰ کی کتابوں کے حق میں جوشہادت دی ہے اُس سے بکمال صراحت یہ نتیجہ نکلتاہے کہ قرآن، توریت وانجیل کی تنسیخ نہیں بلکہ تائید وتصدیق کرتاہے۔ قرآن میں

ایسی آیات بکثرت ملتی ہیں جن میں توریت وانجیل کی بڑی تعریف وتوصیف کی گئی ہے اوراُن کو ایمان وانقیاد کی حقدار قراردیا ہے۔ لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ با اینہمہ زمانہ حال کے مسلمان بالااتفاق ان کتابوں کو مُحرف یعنی تحریف شدہ اورپایہ اعتبارسے گری ہوئی خیال کرتے ہیں۔ اس کا سبب اظہر من الشمس ہے کیونکہ اگرمسیحی اورمحمدی کتُبِ دین کا بغور مطالعہ ومقابلہ کیا جائے توبخوبی ظاہر ہوجائے گا کہ قرآن باوجود یکہ کتُبِ سابقہ کا مُصدق ہونے کا مدُعی ہے اُن کی تعلیمات کی بہت مخالفت کرتا ہے۔ پس اہل اسلام نے مجبوراً مناسب جاناکہ اس مخالفت کا کوئی معقول سبب تراشیں چنانچہ اُنہوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ توریت وانجیل تحریف شدہ ہیں۔ اگرچہ زمانہ حال کے مسلمانوں نے کبھی اس امر پر کافی غورنہیں کیاکہ جب رسول عربی نے اپنی فصاحت وبلاغت سے اہل عرب کے دلوں کوکھینچ لیا تھا اُس وقت سے اب تک قرآن میں کچھ تحریف وتخریب واقع ہوئی یا نہیں توبھی اگرعربی علم ادب وتواریخ سے تھوڑی سی واقفیت بھی حاصل ہو تویہ رازصاف منکشف ہوجاتا ہے

اوریہ حقیقت نہایت واضح طورپر عیاں ہوجاتی ہے کہ موجودہ قرآن فی الحقیقت ہرگز ہرگز بالکل وہی اوربے کم وکاست نہیں ہے جوکہ حضرت محمد نے اپنے مومنین کوسکھایا تھا۔ اس رسالے میں ہم اس حقیقت کوبڑے بڑے مصنفین ومفسرینِ اسلام کے اقوال اوراُنکی تحریرات سے ثابت کرینگے کہ حضرت محمد کے وقت سے لے کر قرآن کی اس قدرتحریف وتخریب اورکانٹ چھانٹ ہوتی چلی آئی ہے کہ اب اس کو بالکل صحیح وسالم اوربالکل آنحضرت کا تعلیم کردہ قرآن تسلیم کرنا امرمحال ہے۔

باب اوّل

ہفت قراتِ قرآن

حضرت محمد نے تمام قرآن ایک وقت پر مجموعی صورت میں یکبارگی پیش نہیں کیا بلکہ حسبِ معمول اورحسبِ ضرورت تھوڑا تھوڑا کرکے سنایا اوراس طرح سے اس کی تبلیغ میں قریباًتئیس ۲۳سال لگے پھریہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آنحضرت کے پہلے مومنین نے سب کا سب قلمبند نہیں کیا۔ بعض حصے حفظ کئے گئے اوربعض کھجور کے پتوں، پتھر کی تختیوں اورچمڑے وغیرہ پر لکھے گئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں سخت اختلافات قائم ہوگئے اوراحادیث سے معلوم ہوتاہے کہ قراتِ قرآن میں بڑے بڑے تباہی خیز اختلافات پیدا ہوگئے۔ یہ اختلافات (جیساکہ بعض خوش اعتقاد مسلمان خیال کرتے ہیں) محض تلفظ ہی کے اختلافات نہیں تھے۔ احادیث کی نہایت مشہورکتاب مشکوات المصابیح کے ایک باب دربارہ فضائل القرآن میں یوں مرقوم ہے " عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حکیمه بن حزام یقر سوره الفرقان علیٰ غیر مااقرھاوکان رسول الله صلی علیه وسلمه اقرافیهافلدت ان اعجل علیه ثمه امهلته حتی انصرف ثمه لببته بررانه فجئت بدرسول الله صلی الله علیه وسلمه فقلت یارسول الله انی سمعت هذا یقرا سوره الفرقان علی غیر ما اقرات فیها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلمه ارسله اقرافقرا القراته التی سمعته یقرأفقال رسول الله صلی الله علیه وسلمه هذا انزلت ثمه قال لی اقرافقرات فقال هذا انزلت ان هذا القران انزل علیٰ سبعته احرف قاقوواماتیسر منه متفق علیه واللفظ لمسلمه" یعنی عمرابن خطاب نے کہا کہ میں نے ہشام ابن حکیم ابن حزام کوسوره فرقان پڑھتے سنا۔ اُس کا پڑھنا اُس سے مختلف تھا جومیں پڑھتا تھا اورجومجھے رسول الله نے سیکھایا تھا۔پہلے تومیں نے چاہا کہ اُسے فوراً روک دوں پھرمیں نے اُسے آخرتک پڑھنے دیا۔ اُس کا دامن پکڑکراُسے رسول الله کے پاس لے آیا اورکہا کہ یارسول الله میں نے اس آدمی کوایک اورہی طورپر سوره فرقان پڑھتے سناہے۔ جوکچھ آپ نے مجھے سکھایا ہے اُس کا پڑھنا اُس سے مختلف ہے۔ تب رسول نے مجھ سے کہا اُسے چھوڑدو۔

پھراُس سے کہا پڑھو۔ اُس نے اُسی طرح پڑھا جس طرح میں نے اُسے پڑھتے سنا تھا۔ اس پر رسول اللہ نے کہا ایسا ہی نازل ہوا ہے۔ پھرمجھ سے کہا تم بھی پڑھو۔ پھرجب میں پڑھ چکا توآپ نے فرمایا کہ اس طرح بھی نازل ہوا ہے۔ قرآن ہفت قرات میں نازل ہوا تھا۔ جس طرح تم کوآسان معلوم ہواسی طرح پڑھو۔

ہفت قرات قرآن کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں اورعلمائے اسلام نے کئی طرح سے ان قراتِ مختلفہ کا مطلب بیان کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تاحال کسی طرح کی کامیابی نصیب نہیں ہوئی ۔ ہفتِ قرات کا باہمی تخالف نہایت عظیم وخطرناك تھاکیونکہ نسائی کی مروی ایك حدیث میں یوں مرقوم ہے "عمر نے نہایت صاف طورپر سے ہشام پر افتر پردازی کا الزام لگایا اور کہا کہ تم نے قرآن میں بہت سے ایسے الفاظ داخل کرلئے ہیں جوکہ رسول اللہ نے ہم کو کبھی نہیں سکھائے "۔ پھرایك اورحدیث ہے جس کا راوی مسلم ہے۔ اُس میں مندرج ہے کہ ابن کعب نے جوکہ قرآن کے نہایت مشہورقاریوں میں سے تھا دوآدمیوں کونمازپڑھتے سنا جن کا قرآن اُس کے پڑھنے سے مختلف تھا۔اُس نے رسول اللہ سے عرض کی اوراس پر آنحضرت نے فرمایاکہ دونوں طرح دُرست ہے۔ ابن کعب کہتا ہے کہ یہ سن کر" میرے دل میں ایسی بغاوت پیدا ہوئی جس کا زمانہ جاہلیت سے لے کرکبھی خیال بھی نہ ہوا تھا"۔

ان احادیث سے صاف عیاں ہے کہ آنحضرت کی حین حیات ہی میں قرآن کئی باہمی متخالف قراتوں میں پڑھا جارہا تھا اوریہ باہمی تخالف ایسا بڑا تھا کہ فوراً جھگڑے پیدا ہوگئے۔ باشندگان حمص نے المقدادابن الاسعود کی قرات کی تقلید کی۔ اہل کوُفہ نے ابن مسعود کی اوراہل بصرہ نے اُبوموسیٰ کی اوراُن کے علاوہ اوربھی کئی فریق تھے۔ اس کے متعلق یہ خیال کرنا درست نہیں ہے ۔ کہ یہ اختلافات عربی محاورات کے مطابق محض قرآن پڑھنے ہی میں تھے کیونکہ اس امر کی کافی شہادت موجود ہے کہ یہ اختلافات مختلف طورسے پڑھنے کے اختلافات سے بہت بڑھ کر تھے۔ اتقان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا اصحاب یعنی عمر اورہشام دونوں قریشی تھے اس ہی ایك حقیقت سے یہ نتیجہ

نکل سکتاکہ قرآنی قرات کا اختلاف محاورات کا مفروضہ اختلاف نہیں تھا۔ اس رسالے کے باقی ابواب میں ہم دکھائینگے کہ قراتہائے قرآن کا باہمی تخالف کیسا بڑا تھا اوراُس کے اخفا کے لئے کیاکیا وسائل استعمال کئے گئے۔

باب دوّم

تصدِیق تردیدِ ابوبکر وعثمان

مشکوات کے تیسرے باب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد کی وفات کے بعد کچھ عرصے تک قرآن اکثر لوگوں کے ذہن وحافظے میں تھا اوراُس کی باہم متخالف قراتیں موجود تھیں لیکن یمامہ کی مشہورلڑائی میں بہت سے حافظان قرآن مارے گئے۔اس پر عمر نے خیال کیاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی اورلڑائی میں کچھ اورحافظ قتل کئے جائیں اورقرآن کا بہت سا حصہ گم ہوجائے۔ چنانچہ وہ اس خیال واندیشے سے ابُوبکر کے پاس گیا اوراُس سے درخواست کی کہ قرآن کوایک کتاب کی صورت میں جمع کرنے کا حکم جاری کرے۔ پہلے توابوبکر نے کچھ پس وپیش کیا اورکہا" جوکام رسول اللہ نے نہیں کیا میں کیونکر کرسکتاہوں لیکن آخرکارعمر کے الحاح واصرار کے باعث سے زید بن ثابت کاتبِ رسول اللہ کوحکم دیاکہ آیاتِ قرآن کی جُستجوکرکے سب کوجمع کرے۔چنانچہ زیدابن ثابت نے کھجور کے پتوں۔ سفید پتھروں اورلوگوں کے

حافظوں سے جوکچھ مل سکا جمع کیا۔ یہ قرآن خلیفہ اُبوبکر کودے دیا گیا اوراُس کی وفات کے بعد خلیفہ عمر کے قبضے میں آیا جس نے بیوگانِ حضرت محمد صاحب سے اپنی بیٹی حفصہ کے سپُرد کیا۔

بخاری کی اس مندرجہ بالا حدیث سے صاف عیاں ہے کہ پہلے پہل ابُوبکر نے قرآن کوکتاب کی صُورت میں جمع کروایا لیکن اُس نے اختلافِ قرات کورفع کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ بخلاف اِس کے بُخاری سے عیاں ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں تخلاف وتضادِ قرات بہت بڑھ گیا اور آخرکار خلیفہ عثمان نے لوگوں کے اُن شکوک کوجواس تخالفت وتضاد کے سبب سے پیدا ہوگئے تھے رفع کرنے کی کوشش کی۔ جووسائل عثمان نے استعمال کئے وہ بدرجہ غائت جابرانہ تھے۔ چنانچہ اُس نے حکم دیاکہ قرآن کی ایک پوری نقل تحریر کرکے باقی تمام نسخے جلادئیے جائیں۔ اس کام کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی اوریہ قاعدہ ٹھہرایا کہ اگرشرکائے کمیٹی کسی امر میں مختلف الرائے ہوں توزید جومدینہ کا باشندہ تھا اپنی رائے سے دست بردارہو اورآخری فیصلہ قریشی شرکائے کمیٹی یا خود خلیفہ کے ہاتھ میں رہے۔ خلیفہ عثمان کی مداخلت کا بیان احادیث میں صاف مندرج ہے۔ خلیفہ مذکورہ کی بڑی آرزو تھی کہ قرآن بالکل قریش کے محاورہ یعنی رسول اللہ کی زبان میں قلمبند کیا جائے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ علی نے لفظ تابو□ة کو مُدور(ۃ) سے لکھنا چاہا اوردوسروں نے کشیدہ (ت) سے تابوت پسند کیا۔ اس پر خلیفہ عثمان نے فیصلہ کیاکہ محاورہ قریش کے مطابق کشیدہ(ت) سے لکھا جائے۔ لیکن طرفہ یہ ہے کہ لفظ تابوت ہرگز عربی لفظ نہیں ہے بلکہ اُن الفاظ میں سے ایک ہے جوحضرت محمد نے ربیوں کی عبرانی زبان سے لئے تھے۔ یہ لفظ سورہ طٰہ میں حضرت موسیٰ کے قصے میں پایا جاتاہے۔ اس ایک ہی چھوٹے سے واقعہ سے صاف مترشح ہے کہ جامعان قرآن نے قرآن کی مکی عربی یعنی حضرت محمد اور حضرت جبرائیل کی زبان میں قلمبند کرنے میں کہاں تک کامیابی حاصل کی۔

اب ہم ذیل میں بخاری کی وہ حدیث درج کرینگے جس سے حضرت عثمان کی تصدیق وتردید کی کیفیت کسی قدر معلوم ہوجائے گی۔ اس سے ناظرین کوبخوبی معلوم ہوجائے

گا کہ اس زمانے میں متن قرآن کی کیسی نازک حالت تھی۔ علاوہ بریں اس امر کا بھی اندازہ لگ سکتا ہے کہ حضرت عثمان نے کیسے غیرمعمولی اورجابرانہ وسائل اورطریقے اختیارکئے۔ چنانچہ بخاری نے روایت کی ہے۔

عن انس بن مالک ان حذیفته بن الیمان قدم علی عثمان وکان یغازی اهل الشام فی فتح ارمینه واذربیجان مع اهل العراق فاقرع حذیفته اختلافهمه فی القراء ۃ فقال حذیفته عثمان یا امیر المومنین ادرک هذا لامته قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاریٰ فارسل عثمان الی حفصته ان ارسلی الینا بالصحف فنسخها فی المصاحف ثمه تردها الیک فارسلت بها حفصته ابی عثمان فامه زید بن ثابت وعبد الله بن زبیروسعید بن العاص وعبد بن الحارث بن هشام فنسخوها فی المصاحب وقال عثمان الوسط لقرشین الثلاث اذا ختفتم انتم وزید بن ثابت فی شئی من القرآن فاکتبوه بلسان قریش فانما نزل بلسام هم فغعلوا حتی اذانسخوا الصحف فی المصاحف ردعثمان الصحف الی حفصته وارسل الی کل افق بهمصحف ممانسخوا وامه بما سراه من القرآن فی کل صحیفته اومصحفِ یرحق قال بن شهاب فاخبر نی خارجته بن زید بن ثابت انه سمع زید بن ثابت قال فقدت آیته من الا حزاب حین نسخنا المصحف قدکنت اسمع رسول الله صلی علیه وسلمه یقراء بها فا لتمسنا ها فوجد ناها مع حذیمته بن ثابت الانصاری فالتحقنا ها فی سور تها فی الصحف رواه البخاری

"یعنی انس ابن مالک بیان کرتا ہے کہ حذیفہ ابن الیمان جوکہ فتح آرمینیا میں اہل سیریا سے اورآذربائیجان میں اہل عراق سے جنگ کرچکا تھا اورلوگوں کے درمیان تخالف قراتہائے قرآن سے ازبس پریشان خاطر تھا عثمان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے عثمان ان لوگوں کی مدد کر اس سے پیشتر کہ یہ لوگ خدا کی کتاب میں اختلاف کریں جیسے یہودی اورمسیحی اپنی کتابوں میں اختلاف کرتے ہیں۔ اس پر عثمان نے حفصہ سے قرآن کے وہ حصے جواُسکے پاس تھے منگوابھیجے اور کہلا بھیجا کہ نقل کرکے واپس لوٹادیئے جائینگے ۔چنانچہ حفصہ نے جوحصے اُس کے پاس تھے بھیج دئے۔تب عثمان نے زید ابن ثابت عبداللہ ان الزبیر ۔ سعید نب العاص اورعبدابن الحارث کونقل کروانے کا حکم دیا اورکہا کہ اگرقرآن کے کسی حصے کی

قرات کے بارے میں تم میں اورزید ابن ثابت میں اختلاف ہو تو قریشی محاورہ کے مطابق لکھو کیونکہ قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پس اُنہوں نے عثمان کے فرمان کے موافق عمل کیا اورجب متعدد نقول تیار ہوگئیں تواصل کو حفصہ کے پاس واپس بھیج دیا۔ عثمان نے تمام ممالکِ اسلامیہ میں ایک ایک نقل بھیج دی اورحکم دیاکہ اُس کے سوا جہاں کہیں جس صورت میں قرآن پایا جائے جلادیا جائے۔ ابنِ شہاب بیان کرتاہے کہ اُس سے خارجہ بن زید بن ثابت نے کہا کہ اُس نے زید بن ثابت کویہ کہتے سناکہ جب ہم قرآن لکھ رہے تھے توسورہ احزاب کی ایک آیت جومیں نے رسول اللہ سے سنی تھی گم ہوگئی۔ ہم نے اُس کی تلاش کی اوراُسے حزیمہ بن ثابت الانصاری کے پاس پایا۔ پس ہم نے اُسے سورہ احزاب میں درج کردیا"۔

بخاری کی اس حدیث سے چند اُمور بخوبی واضح ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ صاف ظاہر ہے کہ جب عثمان نے دیکھا کہ تخالفِ قراتہائے قرآن دن بدن زیادہ اورخطرناک ہوتا جاتا ہے تواُس نے زید اورتین دیگر اصحاب کوحکم دیا کہ قرآن کو ازسر نوتالیف کریں۔ پھران مولفین کوکئی مختلف نسخوں کوپڑھ کر بعض کی تصدیق اوربعض کی ترید کرنا تھا اورتمام مقامات متنازعہ میں مکی وقریشی محاورہ کو ترجیح دینا تھا۔ اس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ متن قرآن میں بہت سی تخریب وتحریف واقع ہوچکی تھی۔ بعد ازاں جب عثمان تصدیق وتردید کوکام میں لاکر حسبِ خواہش قرآن کو ازسرنوتالیف کرواچکا تواُس نے پُرانے نسخے جہاں تک ہوسکا جمع کرکے جلادئیے۔ پھر نئی تالیف کی متعدد نقول تیارکرواکے تمام اسلامی ممالک میں تقسیم کیں۔ اس بیان سے اظہر من الشمس ہے کہ جوقرآن عثمان کی ہدایت سے تالیف کیا گیااوراب تک رائج ہے اُن نسخوں سے جوعثمان کے زمانہ میں عرب کے مختلف حصوں میں رائج تھے بہت کچھ مختلف ہے کیونکہ یہ اگرامر واقعی نہ ہو توپھر بخاری کی مندرجہ حدیث کے مطابق خلیفہ عثمان کو باقی نسخوں کوجمع کرکے جلانے کی کیا ضرورت تھی؟اس کا نتیجہ یہ ہواکہ اب مسلمانوں کے پاس وہی خلیفہ عثمان کا من مانا نسخہ باقی ہے اورکسی طرح کی تحقیق کی گنجائش باقی نہیں رہی جس سے

دریافت ہوسکے کہ جوقرآن عثمان نے تالیف کروایا۔ اُس میں
اورابوبکر کی تالیف میں کیا فرق تھا اورجونسخے اُس وقت عرب
کے مختلف مقامات میں رائج تھے اوربعد میں جلائے گئے اُن
میں اورموجودہ قرآن میں کہاں تک مخالفت تھی۔ شیعہ
لوگ اکثر عثمان پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اُس نے قرآن سے
بہت سی آیات جن میں حضرت علی اوراُس کے خاندان کی
عظمت مذکور تھی خارج کردیں اوربہت سی دیگر تبدیلیاں
کیں۔ چنانچہ فنسک کتاب دبستان میں مرقوم ہے کہ"عثمان
نے قرآن کو جلادیا اوراُس سے وہ تمام عبارات خارج کردیں
جن میں علی اوراُس کے خاندان کی بزرگی وعظمت کا ذکر تھا"۔
شیعہ لوگوں کی کتابوں میں اس قسم کی عبارات بکثرت پائی
جاتی ہیں لیکن اس رسالہ میں اُن کے اندراج کی گنجائش نہیں
ہے۔ اگرناظرین اُن عبارات کودیکھنا چاہیں تو تصانیف علی ابن
ابراہیم القومی ، محمد یعقوب الکلینی ، شیخ احمد ابن علی لالت
الطبراسی اورشیخ ابوعلی البطراسی وغیرہ کو مطالعہ کریں۔اب
بخاری اورشیعہ لوگوں کی شہادت سے شک کی مطلق گنجائش
نہیں رہتی بلکہ صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ موجودہ قرآن ہرگز
ہرگزتخریب وتحریف اورردوبدل سے محفوظ نہیں رہا۔

علاوہ بریں چونکہ حضرت عثمان نے قرآن کا وہ نسخہ
جوخود تالیف کروایا تھا رائج کیا اوردیگر نسخے جہاں تک
دستیاب ہوسکے جمع کرکے سب کے سب فی النارکئے اس لئے
ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ حضرت عثمان نے ہفتِ قرات
قرآن کو منظورنہیں کیا اوررسول اللہ کے اس کلام کو کہ ہفت
قراتہائے مختلفہ قرآن سب درست و صحیح ہیں ہرگزنہیں
مانا۔ حقیقت تویہ ہے کہ اگرتعصب سے خالی ہوکر بنظر
انصاف اس تمام مضمون پر غورکیا جائے توصاف منکشف
ہوجاتا ہے کہ یہ باہم مخالف ہفت قرات قرآن کی صحت
ودرستی کا افسانہ حضرت محمد نے نہیں بلکہ اس کے بعد کے
مومنین نے وضع کرکے شائع کیا تاکہ مسلمان اس امر سے
ٹھوکر نہ کھائیں کہ قرآن باوجود کلام اللہ ہونے کے ایسے تضاد
وتخالف سے کیوں معمورہے۔

پھرعلی کی احادیث سے یہ معاملہ اوربھی صاف
ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ بنا توایک

روز علی اُس کے گھر میں بیٹھا تھا۔ علی نے ابُوبکر سے کہا کہ میں نے لوگوں کو کلام اللہ میں کچھ ملاتے دیکھا ہے اورمیں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ جب تک کلام اللہ کوجمع نہ کرلوں سوائے نماز کے وقت کے اُوپر کے کپڑے نہیں پہنونگا"۔اِن احادیث مذکورہ بالا سے نہایت صفائی اورصراحت کے ساتھ عیاں ہے کہ اختلافِ قرات قرآن محض تلفظ ہی کااختلاف نہ تھا بلکہ بعض لوگ قرآن پڑھتے وقت اپنی طرف سے اُس میں افراط وتفریط کیا کرتے تھے۔ تواریخ اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ علی نے اپنے مصمم ارادے کے مطابق عمل کیا اورقرآن جمع کرلیا لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ علی کا تالیف کردہ قرآن موجود نہیں ہے۔اس میں توذرا شک وشبہ نہیں کہ اگروہ قرآن اب موجود ہوتا توہم اُس میں اوراس موجودہ قرآن میں بہت بڑا اورحقیقی اختلاف پاتے کیونکہ لکھا ہے کہ جب عمر نے علی سے درخواست کی کہ اپنا تالیف کردہ قرآن دے تاکہ دیگر نسخوں کا اُس کے ساتھ مقابلہ کرکے دیکھیں تواُس نے دینے سے انکارکیا اورکہاکہ جوقرآن میرے پاس ہے وہ بالکل صحیح اورکامل ہے اوراُس میں دیگر نسخوں کی طرح کسی طرح کی تبدیلی یاکمی بیشی کی گنجائش وضرورت نہیں ہے۔ میں یہ قرآن اپنی اولاد کودونگا تاکہ امام مہدی کی آمد تک بحفاظت تمام رکھا جائے۔

باب سُوم

قِرات اِبن مسعُود

جوقرآن حضرت عثمان نے تالیف کروایا اُس کی تخریب وتحریف کے دلائل میں سے چند حقائق متعلقه تالیف ابن مسعود بھی قابل ذکر ہیں۔ مشکوات المصابیح کے چوبیسویں حصے کے بیسویں باب میں ایک حدیث مندرج ہے جس میں رسول الله نے دس نہایت بزرگ وفادارصحابه کے نام بتائے ہیں اورفرمایا ہے که وه یقیناً نجات یافته ہیں۔ چنانچه یه دس بزرگ تواریخ میں "عشرة [1]مبشرة کہلاتے ہیں عبدالله ابن مسعود انہیں میں سے ایک تھا۔ وه نہایت بڑا عالم فاضل اوررسول الله کا دوست بیان کیاگیا ہے۔ چنانچه مشکواة

میں آنحضرت کی ایک حدیث یوں مندرج ہے عند عبدالله بن عمران رسول الله صلعمه قال استقرواللقران من اربعته من عبدالله بن مسعود وسالم مولیٰ بن حذیفته وابی بن کعب ومعاذ

[1] یعنی وه ذہن جنہوں نے خوشی کی خبرسنی

بن جبل" یعنی عبدالله ابن عمر نے بیان کیاکه رسول صلعم نے فرمایا که ان چار یعنی عبدالله ابن مسعود، سالم مولیٰ ابن حذیف ابی ابن کعب اورمعاذ ابن جبل سے قرآن سیکھو"۔ اس حدیث سے اورایسی ہی اوراحادیث سے ثابت ہوتا ہے که ابن مسعود آنحضرت کا وفادار پیرو تھا اوراُس نے آنحضرت سے بڑی ہوشیاری سے قرآن سیکھا تھا۔ ایک اورحدیث مندرجه مسلم میں مرقوم ہے که ایک دفعه ابن مسعود نے کہا" مجھے خدا کے نام کی قسم ہے که خدا کی کتاب میں کوئی سورت ایسی نہیں جومیں نہیں جانتا اورجس کے وحی کا مجھے علم نہیں۔ ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جو مجھے یاد نه ہو"۔

پھرایک اورحدیث میں ابن مسعود یوں کہتاہوا پیش کیا گیا ہے "رسول الله کے اصحاب خوب جانتے ہیں که میں اُن سب سے بہتر قرآن جانتاہوں"۔علاوه بریں ایک حدیث حضرت عمرسے یوں مروی ہے" رسول الله صلعمه قال من احب ان یقراوالقران عضاً کماانزل فیلقره علی قراة بن ام عبد" یعنی رسول صلعم نے فرمایاجوکوئی قرآن کوویسا ہی پڑھنا

چاہے جیسا نازل ہوا تھا اُسے چاہئیے کہ ابن ام عبد(عبداللہ ابن مسعود) کی طرح پڑھے"۔

ان احادیث مختلفہ کی شہاداتِ متعددہ سے صاف عیاں ہے کہ ابن مسعود کی قراتِ قرآن صحیح قرات تھی اورکم سے کم اُس وقت تخریب وتحریف اورافراط وتفریط سے پاک تھی۔ لیکن باایہنمہ ایک نہایت حیرت افزا امر پیش آتا ہے کہ ابن مسعود حضرت عثمان کی تصدیق وتردید اورنظرثانی قرآن کا سخت مخالف تھا۔ اُس نے عثمان کے تالیف کردہ قرآن کونامنظورکیا اوراپنا مقبوضہ قرآن اُسے دین سے صاف انکار کیا۔ نہ فقط یہی بلکہ جب حضرت عثمان نے اپنے تالیف کردہ قرآن کو رائج کرنے اوردیگر تمام نسخوں کوجمع کرنے اورجلانے کا حکم جاری کیا توابن مسعود نے اپنے شاگردوں یعنی اہل عراق کوفوراً یہ صلاح دی کہ اپنے قرآن چھپالیویں اورجلائے جانے کے لئے ہرگز نہ دیں"۔ چنانچہ اُس نے کہا" یا اهل العراق اکتموا المصاحف التی عندکمه وغلقها"۔ یعنی اے اہل عراق اپنے قرآن چھپالواوراُن کو مقفل رکھو"۔

لکھاہے کہ خلیفہ عثمان نے ابن مسعود کا قرآن زبردستی سے چھین کر جلادیا اوراُس کو ایسی سخت زدوکوب کی کہ وہ رسول اللہ کا صحابی چند ہی روزمیں مرگیا۔ لیکن یہ حقیقت ہمیشہ کے لئے قائم ہے کہ ابن مسعود نے فقط عثمان کے حسبِ خواہش تالیف کردہ قرآن کو منظورکرنے اوراپنا قرآن دینے سے انکارکیا بلکہ جو قرآن اُس نے رسول اللہ سیکھا تھا اُسی کوپڑھنے کی اپنے تمام پیروان کوہدایت کی۔ یہ تمام قبضہ اس امر کی نہایت بین دلیل ہے کہ حضرت عثمان کا تالیف کردہ قرآن ابن مسعود کے قرآن وقرات سے بہت مختلف تھا کیونکہ سوائے اس حقیقت کو حق تسلیم کرنے کے کوئی اورسبب نظر نہیں آتا کہ حضرت عثمان نے ابن مسعود جیسے دیندار عالم متبحر سے ایسی بدسلوکی کیوں کی اسی رسالے میں ہم آگے چل کر دکھائینگے کہ عثمان ابن مسعود کے قرآن کیسے بڑے باہمی تخالف سے پُر تھے۔ اس وقت فقط اتنا کہنا کافی ہوگا کہ ابن مسعود کے قرآن میں سورہ فاتحہ، سورہ طلاق اورسورہ الناس تینوں ندارد تھیں۔ خلیفہ عثمان کی یہ جرات وبیباکی حیرت افزا ہے کہ اُس نے رسول اللہ کا

سکھایا ہوا قرآن اس طرح سے برباد کردیا اوراُس کے عوض میں اُس سے مختلف قرآن تالیف کرکے رائج کیا۔

اگرچہ حضرت عثمان نے اپنے تالیف کردہ قرآن کے سوا دیگر تمام نسخوں کونیست ونابود کرنے کے لئے بڑے جابرانہ وسائل سے کام لیا توبھی اہل عراق میں سالہسال تک ابن مسعود کی قرات رائج رہی۔ چنانچہ ۳۸ ہجری میں ابن مسعود کے قرآن کی ایک جلد بغداد میں پائی گئی۔ مقابلہ کرنے سے اُس میں اورحضرت عمان والے قرآن میں بہت تخالف پایا گیا اورفریب خوردہ لوگوں نے بڑے جوش میں آکر اُسے فوراً جلادیا۔

حضرت عثمان کا قرآن نہ فقط ابن مسعود کے نسخے سے متفاوت ہوا بلکہ حضرت ابوبکر کی تردید وتصدیق کردہ تالیف کے بھی خلاف نکلا احادیث میں مرقوم ہے کہ ابوبکر کی وفات کے بعد ابوبکر کا تالیف کردہ قرآن حضرت حفصہ کی حفاظت میں رہا لیکن جب وہ بھی وفات پاگئی تومدینہ کے حاکم مروان نے اُس کے بھائی ابن عمر سے وہ قرآن منگوا کر فوراً جلادیا اور کہا کہ" اگراس کی اشاعت ہوتولوگ دونوں نسخوں میں باہمی تخالف دیکھ کر شک کرنے لگینگے"۔ پس اِن واقعات سے اظہر من الشمس ہے کہ جوقرآن اب تمام اسلامی وغیر اسلامی ممالک میں رائج ہے وہ حضرت ابوبکر، ابن مسعود اورحضرت علی کے جمع کردہ قرآن تینوں میں سے ایک کے ساتھ بھی مطابقت نہیں رکھتا فی الحقیقت موجودہ مروجہ قرآن میں جیساکہ اس کتاب میں ثابت کیا جائیگا ایسی کاٹ چھانٹ اورتخریب وتحریف ہوچکی ہے کہ اب اسے قابل اعتماد اورقابل قبول جاننا اورحضرت محمد کا سکھایا ہوا کامل قرآن ماننا بالکل ناممکن ہے۔

باب چہارم

شہادتِ امام حسین برقراتہائے مختلفہ قرآن

ہم پہلے ابواب میں دیکھ چکے ہیں کہ حضرت عثمان نے قرآن کے باہمی تخالف سے گھبراکراوراختلافِ قرات سے تنگ آکر نہایت جابرانہ طورپر ایک نسخہ تالیف کرواکے رائج کیا اورباقی نسخے جس قدر دستیاب ہوسکے شعلہائے آتش کی نذرکئے۔لیکن اس سے بھی مُراد برنہ آئی کیونکہ باوجود اس سختی وتشدد کے بھی ہفتِ قرات جاری ہیں۔ قرآن کو ان قراتہائے مختلفہ میں پڑھنے والے قاری کہلاتے ہیں۔ ان میں سے بعض مکی، بعض مدنی بعض کوفی اورسیریاہ کے رہنے والے تھے۔ہفتِ قرات اُنہیں کے نام سے نامزد ہیں جنہوں نے اُن کو رائج کیا۔ چنانچہ جوقرات قرآن ہندوستان میں مروج ہے وہ عاصم یا اُس کے شاگرد حفص کی قرات کہلاتی ہے۔ حالانکہ عرب میں نافی نامی ایک مدنی قاری کی قرات مروج ہے۔ جلال الدین نے اپنی مشہورتفسیر میں قاری امام اُبو عمر کی قرات کی اقتداء کی ہے بہت سے اختلافات تومحض تلفظ ہی کے ہیں لیکن بہت سے مقامات پر بڑے بڑے اختلافاتِ معانی بھی تاحال موجود ہیں۔چنانچہ سورہ فاتحہ میں یعقوب ،عاصم، کسائی اورخلفِ کوفی وغیرہ قاری تومَالِكِ پڑھتے ہیں اورباقی سب کے سب مَلِكِ پڑھتے ہیں۔

اب ہم صاف طور سے وہ اختلافات پیش کرینگے جومروجہ موجودہ قرآن میں موجود ہیں۔ لیکن موجودہ قرآن کی تخریب وتحریف کی مفصل مثالیں پیش کرنے سے پیشتر ہم امام حسین کی مشہورتفسیر کے دیباچے سے اُس کا ایک قول پیش کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہ بڑا مشہور مفسر لکھتا ہے"وچوں قراتِ جائز التلادت بسیاراست واختلافات قرات درحروف والفاظ بےشمار دریں اوراق ازقراۃ معتبر روایت بکراز امام عاصم رحمتہ اللہ علیہ دریں دیار بصفت اشتہارورتبت اعتباردارثبت میگردوبعض ازکلمات کہ حفص رابا اومخالفت است ومعنی قرآن بسبب آن اختلاف وتغرکلی ے یابدشارتے میردو" یعنی اورچونکہ قراتہائے جائز التلاوت بہت ہیں اورحروف والفاظ میں اختلافات قرات بے شمار ہیں لہذا ان اوراق میں اس ملک کی مروجہ قرات یعنی معتبر قرات بکر مصدقہ امام عاصم درج کی جاتی ہے اورچند ایسی

عبارات کی طرف بھی اشارہ کیا جائیگا جن کی حفض مخالفت کرتا ہے اورجن کے سبب سے قرآن کے معانی میں ایک کُلی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے"۔

اس مشہور مفسر کمال الدین حسین کے مذکورہ بالا الفاظ سے صاف عیاں ہے کہ قرآن میں اب بھی اختلافِ قرات موجود ہے اورحروف والفاظ میں بے شمار تبدیلیاں ہوچکی ہیں اورفقط یہی نہیں بلکہ وہ صاف مانتا ہے کہ اس تبدل وتغیر وتخریب وتحریف سے قرآن کے معانی میں بھی تغیر واقع ہوا ہے۔علاوہ بریں امام حسین یہ بھی بتلاتا ہے کہ مختلف ممالک میں قراتہائے مختلفہ مروج ہیں جن میں سے بعض معتبر اورباقی غیر معتبر ہیں۔ ہندوستان میں حفض کی قرات رائج ہے اورامام حسین دیگر قراتیں کو اس کی مخالف بیان کرتا ہے۔ جوقرآن حضرت محمد نے سکھایا تھا وہ تودرکنار حضرت عثمان کے رواج قرآن کے بارے میں بھی امام حسین اوردیگر علمائے اسلام میں سے کوئی بھی یہ نہیں بتاسکتا کہ ان قراتہائے مختلفہ میں سے کونسی فی الحقیقت عثمانی قرآن کوپیش کرتی ہے۔لیکن ایک بات یقینی اورصاف طور سے نظر آتی ہے کہ یہ اختلافات موجود ہیں اوران سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے حق میں الہٰی حفاظت یعنی" نحن له حافظون" کا دعویٰ بالکل بے بنیاد اوربے جاناز ہے۔

احادیث کے مطالعہ سے یہ معاملہ بہت کچھ صاف اور آسان ہوجاتا ہے اوریہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ کس قدر اختلافات پیدا ہوئے اورکتنی آیات اورسورتیں بالکل مفقود ہوگئیں۔ چنانچہ حضرت عمر نے ایک حدیث یوں لکھی ہے" هشام یقراسورة الفرقان فقرا فیها صروفاً لمه یکن نبی الله صلعمه اقرا فیها۔ قلت من اقراك هذا السورة قال رسول الله صلعمه ،قلت كذبت ماكذاك اقراك رسول الله صلعمه" یعنی ہشام نے سورہ فرقان میں چند آیات ایسی پڑھیں جورسول الله نے مجھے سکھائی تھیں۔ میں نے کہا تم کویہ سورہ کس نے سکھائی ہے؟ اُس نے کہا رسول الله نے۔ میں نے کہا توجھوٹ بولتا ہے۔ رسول الله نے ہرگز تجھ کو ایسا نہیں سکھایا۔فی الحقیقت تواریخ اسلام میں قراتہائے مختلفہ قرآن کا بہت ذکر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سنابدنامی ایک قاری بغداد کی جامع مسجد میں قرآن پڑھ رہا تھا لیکن اُس کی

قرات وہاں کے قاریوں سے مختلف تھی۔ اس پر اُسے بری سختی سے زدوکوب کرکے قید خانہ میں ڈال دیا اورجب وہ اپنی قرات سے دست بردار ہوگیا تب اُس کی رہائی ہوئی۔ ان قراتہائے مختلفہ میں محض تلفظ کی تفاوت نہ تھی بلکہ بعض حالتوں میں عبارتِ قرآنی کے معانی بالکل بدل جاتے تھے۔ اب ہم چند ایسی عبارات پیش کرینگے جوامام حسین ، بیضاوی اوردیگر راسخین علمائےِ اسلام نے اپنی اپنی تصانیف میں ذکرکیا ہے۔

امام حسین کی مشہورومعروف تفسیرمیں مرقوم ہے کہ سورہ انبیاء کے پہلے رکوع میں حال کی مروجہ قرات کے مطابق لکھا ہے"قال ربی یعلمہ" یعنی حضرت محمد نے کہا میرا رب جانتا ہے" لیکن بکر کی قرات کے مطابق پڑھنا چاہیے " قل ربی یعلمہ" یعنی اے محمد کہہ میرا رب جانتا ہے کہ" یہ مثال متن قرآن میں ایسا تخالف پیش کرتی ہے جس سے معانی بالکل بدل جاتے ہیں۔ ایک قرات کے مطابق خدا حضرت محمد سے فرماتا ہے کہ" میرا رب جانتا ہے"۔ دوسری کے مطابق حضرت محمد کفار سے یوں کہتے ہوئے پیش کئے جاتے ہیں" میرا رب جانتا ہے" اس قسم کی اوربھی بہت سی مثالیں ہیں لیکن امام حسین کے بیان کے مطابق ہم ایک مثال اورپیش کرتے ہیں۔ سورہ احزاب کے پہلے رکوع میں مرقوم ہے"النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ یعنی نبی مومنین کے لئے اُن کی جانوں سے عزیزتر ہے اوراُسکی ازدواج ان کی مائیں ہیں"۔ لیکن امام صاحب بتلاتے ہیں کہ اُبی کے قرآن اورابن مسعود کے قرات کے مطابق اس عبارت کے ساتھ اورزائد الفاظ ملانے پڑتے ہیں" یعنی وھواب لھمہ" کہ حضرت محمد اُن کا باپ ہے"۔ اب بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ان مسعود نے اپنا قرآن حضرت عثمان کودینے سے کیوں انکارکیا۔اُس کے قرآن کی حضرت محمد نے خود بہت تعریف کی تھی لیکن موجودہ قرآن میں یہ زائدالفاظ نہیں ہیں۔پس جب اہل اسلام ان حقیقی اوریقینی عیوب کوقرآن میں پاکربھی اُسے پڑھتے اوراُس پراعتقاد وایمان رکھتے ہیں توکس دلیل سے انجیل پڑھنے کومعیوب سمجھتے ہیں اورکیونکر خیال کرتے ہیں کہ اُس کی بعض عبارات میں تحریف اورتبدیلیاں ہوگئی ہیں۔

باب پنجم

شہادتِ بیضاوی برقراتہائے مختلفہ قرآن

جنہوں نے مشہور ومعروف عالم وفاضل قاضی بیضاوی کی تفاسیر کو پڑھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اُس نے بھی کئی نسخہائے قرآن میں باہمی تخالف ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ ہم ذیل میں اس فاضل مفسر کی تصانیف سے چند مثالیں پیش کرینگے۔

یہ امر ازبس حیرت افزاہے کہ قرآن کی پہلی سورہ میں جس کے محاسن ومناقب ہروقت علمائے اسلام کا وردزبان ہیں اورجسے ہر ایک سچا مسلمان اپنی تمام روزانہ نمازوں میں پڑھتا ہے۔ اختلاف قرات موجود ہے اوراس اختلاف نے علمائے اسلام کوسخت مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ پانچویں آیت میں بعض نسخوں میں" صراط" اوربعض میں "سراط" مندرج ہے۔ لیکن ہردوقرات کوتوصحیح ودرست نہیں کہہ سکتے۔

پھراسی سورہ کی چھٹی آیت کے بارے میں بیضاوی کہتا ہے کہ "صرا ط الذین انعمت علیھمہ" کا جملہ بعض نسخوں میں" صراط من انعمت علیھمہ" مرقوم ہے۔ پس ان حقیقتوں کی موجودگی میں قرآن کی مفروضہ صحت ودرستی کے باب میں کیا کہیں؟کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ قرآن تخریب وتحریف سے پاک ہے؟ الہٰی محافظتِ قرآن کی لاف وگزاف کی کیا بنیاد ہے؟ کیا یہ بات اظہرمن الشمس نہیں ہے کہ قرآن کے بعض نسخوں میں" الذین" کے عوض میں" من" لکھا گیا ہے یا بعض میں "من" کوبگاڑکر اوربدل کر"الذین" بنالیا گیا ہے۔

علاوہ بریں اسی سورہ کی آخری آیت کے باب میں قاضی بیضاوی نے تحریر کیا ہے کہ" مروجہ الاالضالین" بعض نسخوں" میں غیرالضالین" کردیا گیا ہے۔ باوجودیکہ ان مثالوں میں معانی کی تبدیلی نہیں ہوئی توبھی یہ حقیقت صاف ہے کہ بعض الفاظ کا دیگر الفاظ سے تبادلہ کیا گیا ہے لیکن اصل نسخہ میں تویہ متخالف الفاظ موجود نہ تھے۔ اس سے تخریب وتحریف پر صاف دلالت ہوتی ہے۔

پھر بیضاوی بتلاتا ہے کہ سورہ بقرہ کی اکیسویں آیت میں بھی تحریف ہوئی ہے ۔مروجہ قرات کے مطابق "عبدنا" لکھا ہے لیکن بعض نسخوں میں یہ لفظ صیغہ جمع" عبادنا"

پایا جاتا ہے۔ "عبادنا" کے مطابق کل آیت کا مطلب یہ ہے کہ" اگرتم شک میں ہواُس چیز(وحی) کے بارے میں جوہم نے اپنے بندوں پر نازل کی" اس سے حضرت محمد کے علاوہ اوربھی وحی قرآنی کے پانے والے ٹھہرتے ہیں۔

سورہ نساء کی پانچویں آیت میں اوربڑی تحریف متن قرآن میں موجود ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاوی لکھتا ہے کہ" فان انستمہ" بعض نسخوں میں" فان احستمہ" بنالیا گیا ہے۔ اس قسم کی تحریفات متن قرآن میں بے شمار ہیں اوراُن سے صاف ثابت ہوتاہے کہ قرآن ہرگز ہرگز کامل ودرست صورت میں موجود نہیں ہے۔ فی الحقیقت قرآن میں اس قدر تغیر وتبدل واقع ہواہے اوراتنی کاٹ چھانٹ وقوع میں آئی ہے کہ موجودہ قرآن کسی طرح سے قابل اعتماد اور رسول عربی کا اپنے مومنین کوسکھایا ہوا تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

پھر بیضاوی لکھتاہے کہ سورہ نساء کی پندرھویں آیت میں ایک بڑی تحریف ہے۔ قرآن کے مختلف نسخوں میں باہمی تخالف پایا جاتاہے اوریہ قابلِ لحاظ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے" ولہ اخ اواحت" یعنی اُس کا ایک بھائی ہے یا بہن" لیکن قاضی بیضاوی بتلاتاہے کہ اُبی اورزید ابنِ مالک کی قرات کے مطابق دولفظ اورضروری ہیں یعنی" من الام" (ایک ماں سے) اس آیت کی تفسیر میں قاضی صاحب نے یہی معنی قبول اوربیان کئے ہیں۔ پس ان مثالوں سے عیاں ہے کہ بعض اوقات متن قرآن کی تفہیم کے لئے مختلف قراتوں کے الفاظ آیاتِ قرآن میں درج کرلئے جاتے ہیں اوراس س قراتہائے مختلفہ قرآن پھر قائم ہوجاتی ہیں۔

متن قرآن کی تحریف کی ایک اورمثال سورہ مائدہ کی ۹۱ویں آیت میں ملتی ہے۔ اُس میں لکھا ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس غریب آدمیوں کو کھانا کھلانا چاہیے لیکن اگر کوئی کھانا کھلانے کی توفیق نہ رکھتا ہو تو اس کے عوض میں تین روزے رکھے۔ چنانچہ حال کے مروجہ قرآن میں مرقوم ہے" فصیام ثلثہ ایام" یعنی " تین دن کا روزہ" لیکن مشہورومعروف امام ابوحنیفہ یوں پڑھتے ہیں" فصیام ثلثہ ایام متتابعات یعنی" پے درپے تین دن کا روزہ"۔ یہ نہایت بڑی تحریف ہے کیونکہ اس سے اسلام کی شریعت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ اوراُن کے پیرو" پے درپے تین دن کے روزے" کی تعلیم

دیتے ہیں اورقاضی بیضاوی اوردیگر مفسرین اس تعلیم کوغلط اورمخالف قرآن سمجھتے ہیں۔ اب اس قدرزمانہ گزرجانے کے بعد کون بتاسکتاہے کہ ان مختلف قراتوں میں سے کون سی قرات صحیح واصلی ہے اورکون سی غلط ؟

سورہ انعام کی ۱۵۴ویں آیت میں مرقوم ہے" ان ھذا صراطی" یعنی تحقیق میری راہ یہی ہے" لیکن قاضی بیضاوی دواورقراتیں بتلاتاہے۔ اول" ھذا صراط ربکمہ" یعنی یہ ہے کہ تمہارے رب کی راہ" ۔ دوم " ھذا صراط ربك" یعنی یہ ہے تیرے رب کی راہ" ۔ ان تین قراتوں پرنظر کرنے سے صاف معلوم ہوتاہے کہ۔ دوسری اورتیسری قرات سے لفظ" ان" مفقود ہے اوردوزائد الفاظ" ربکمہ" اور" ربك" موجود ہیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں کچھ تعجب کی بات نہ تھی کہ خلیفہ عثمان نے اس طرح کےعظیم تخالف سے پریشان وخائف ہوکر قراتہائے مختلفہ کے دُور کرنے اورایك عام قرات کی ترویج میں کوشش کی اگرچہ وہ اس مقصد کے حصوں میں نہایت بُری طرح سے بدنامی کے ساتھ ناکامیاب رہا۔ متنِ قرآن کے بہت سے تحریف شدہ فقرات سے اُن کے تحریف کرنے والوں کے بے ڈھنگے محاورات پر صاف دلالت ہوتی ہے۔ مثلاً سورہ طہ میں مرقوم ہے" قال یا بنوئم"یعنی اُس نے(ہارون نے) کہا اے میری ماں کے بیٹے" لیکن سورہ اعراف ۱۴۹ویں آیت میں مرقوم ہے" قال ابن امہ" یعنی اُس نے کہا میری ماں کا بیٹا"۔ان دونوں فقروں کوبغوردیکھنے سے صاف عیاں ہوجاتاہے کہ پہلے فقرے میں حسبِ قاعدہ ندا کے ساتھ " یا" حرف ندا موجود ہے لیکن دوسرے فقرے سے مفقود نظر آتاہے۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ قرآن کی فصاحت وخوبصورتی کوقائم رکھنے کےلئے دوسرے فقرے کے ساتھ بھی"یا" حرفِ ندا کا ہونا ضرورہے۔قاضی بیضاوی لکھتاہے کہ دوسرے فقرے میں حرف ندا زائد کیا گیا ہے کیونکہ بعض اچھے مسلمان فصاحتِ قرآن کوبے عیب رکھنے کی غرض سے حرفِ ندازائد کرنے سے باز نہ رہ سکے۔ چنانچہ قاضی مذکورہ کا بیان ہے کہ ابن عمرو۔ حمزہ ۔کسائی اورابوبکر نے" یا ابن ام" پڑھاہے۔ لفظ" یا" ان مذکورہ بالا اصحاب کےنسخوں میں پایا گیا ہے لیکن بہت سے دیگر الفاظ کی طرح موجودہ مروجہ قرآن سے مفقود ہے۔ اس سے نہایت

صفائی اورصراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے ہے کہ موجودہ مروجہ قرآن بہت ہی مشکوک اورناقابلِ اعتماد ہے۔

پھرسورہ یونس میں تحریفِ لفظی کی ایک نہایت بین مثال ملتی ہے۔اِس میں لکھا ہے کہ بحیرہ قلزم میں فرعون کی موت اُس کے بعد آنے والوں کے لئے پندونصیحت اورعبرت کا نشان ہے۔ چنانچہ موجودہ مروجہ قرآن کے مطابق ۹۲ویں آیت میں یوں مرقوم ہے " لمن خلفك آیته" یعنی تیرے بعد آنے والوں کے لئے ایک نشان" لیکن قاضی بیضاوی بتاتا ہے کہ بعض نسخوں میں" لمن خلقك آیته" مرقوم ہے یعنی" تیرے خالق کے لئے ایک نشان"۔اس مقام پرقرآنی معانی بھی بالکل بدل گئے ہیں اورہردوقرات میں سے صحیح واصل قرات کودریافت کرنا پریشان خاطر مسلمان کے لئے ناممکن ٹھہرتا ہے۔

علاوہ بریں سورہ کہف کی ۳۶ویں آیت میں ایک نہایت عظیم اختلافِ قرات موجود ہے۔ چنانچہ موجودہ مروجہ قرآن میں مرقوم ہے" لَّكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا یعنی" لیکن اللہ میرا رب ہے اورمیں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں بناتا"۔ لیکن قاضی بتلاتا ہے کہ بعض نسخوں میں یوں مندرج ہے" ولکن ھو اللہ ربی ولکن انالاالہ الاھوربی" یعنی لیکن اللہ میرا رب ہے۔ پھرہم خدا نہیں ہیں۔ وہی میرا رب ہے"۔ اس تحریف کے بارے میں کچھ کہنا فضول ہے"۔ عیاں راچہ بیان"؟ خود نظرِانصاف سے دیکھ لیجئے۔

پھرسورہ یٰس کی ۳۸ویں آیت کی تفیسر کرتے ہوئے قاضی بیضاوی ایک اورتباہی خیز تحریفِ قرآنی دکھلاتا ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے" وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا یعنی آفتاب اپنی آرام مگاہ کی طرف جاتا ہے"۔ کوئی تعلیم یافتہ مسلمان یہ نہیں مان سکتا کہ آفتاب دن کوچلتا ہے اوررات کوآرام کرتا ہے لیکن اس کامطلب یہی ہوسکتا ہے کہ یہ عبارت محض عام محاورہ کے مطابق ہے اس سے کوئی علم نجوم کی حقیقت کی تعلیم مقصود نہیں ہے۔ لیکن رسولِ عربی کے بعض غیرتمند پیروان نے چاہا کہ اس قرآنی کمزوری ونقص کودُور کریں اوراُنہوں نے نہایت جرات وجسارت سے بقول بیضاوی بعض نسخہائے قرآن میں لفظ" لا" زائد کردیا اوراس سے یہ معنی پیدا

ہوگئے کہ" آفتاب چلتا ہے اوراس کے لئے کوئی آرام گاہ نہیں ہے"!

اس باب کوختم کرنے سے پیشتر ہم متنِ قرآن کی تخریب وتحریف کی ایک اورمثال اورقاضی بیضاوی سے نقل کرینگے۔ چنانچہ موجودہ قرآن کے موافق سورہ قمر کی پہلی آیت میں یوں مرقوم ہے" اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ یعنی وہ گھڑی آپہنچی اورچاند پھٹ گیا"۔ اس آیت کےمعانی کےباب میں مختلف فرقہائے اسلام میں بڑی سخت بحث ہوتی چلی آئی ہے۔بعض کہتے ہیں کہ اس میں حضرت محمد کے نہایت عظیم الشان معجزہ" شق القمر" کا بیان ہے اوربعض اس کے خلاف یوں کہتے ہیں کہ اس میں روزِقیامت کا ذکر ہے جبکہ چاند پھٹ جائیگا"۔ اگراس سے معجزہ" شق القمر" مراد لینا چاہیں توکسی ایسے لفظ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جس سے معنی زمانہِ ماضی سے مخصوص کئے جائیں پس بیضاوی لکھتا ہے کہ" بعض نسخوں میں لفظ" قد" پایا جاتا ہے اوراس سے یہ معنی حاصل ہوتے ہیں کہ" چاند ٹکڑے کردیا گیا ہے" کیا یہ اظہر من الشمس نہیں ہے کہ بعض محمدی مناظرین نے اپنے خیال ودلائل کے قیام اورآنحضرت کی ترفیع شان کی غرض سے لفظ"قد" اپنے نسخہائے قرآن میں زائد کردیا ؟ اگریہ واجبی نتیجہ تسلیم کرلیا جائے توکیا اس سے کسی حد تک بہ صراحت معلوم نہیں ہوجاتا کہ زمانہ ماضی میں اسلام کی کتب دین اورقرآن سے کیا سلوک ہوتا رہا ہے؟کیا اہلِ اسلام کے وہ تمام دعاوی جوصحتِ ودُرستی قرآن کے باب میں کئے جاتے ہیں اس تحریف سے بے بنیاد ثابت نہیں ہوتے؟ اس قسم کی ہولناک اورتباہی خیز تخریب وتحریفِ قرآن کی مثالیں پیش توبہت سی کی جاسکتی ہیں لیکن اس کتابچہ میں گنجائش نہ ہونے کے سبب سے ہم جوکچھ کرچکے ہیں اُسی پر اکتفا کرینگے۔ بے تعصب اورمنصف مزاج اصحاب کے لئے ہم کافی طور سے ثابت کرچکے ہیں کہ قرآن میں بہت سی تخریب وتحریف واقع ہوچکی ہے۔ علاوہ بریں ہم یہ دکھاچکے ہیں کہ سنی وشیعہ بالا اتفاق مانتے ہیں کہ مختلف نسخہائے قرآن میں بہت سے اختلافات موجود ہیں۔ بعض علمائے راسخین نے یہ بھی تسلیم کرلیا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش مسلمانوں نے جان بوجھ کر عمداً قرآن کی تخریب وتحریف کی ہے چنانچہ قاضی

بیضاوی، معالم، اورابوالفدا بالاتفاق عبداللہ ابن زید کوایسے فعل کا فاعل بیان کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ ابن زید آنحضرت کا منشی تھا اوربد نیتی سے عبارات قرآنی میں تغیر وتبدل کیا کرتا تھا۔ اب فقط یہی نہیں کہ موجودہ قرآن کی عبارات تحریف شدہ اورمشکوک ہیں بلکہ ہم علمائے اسلام اورکتُب اسلام کے بیانات سے ثابت کرینگے کہ اصلی قرآن کے بہت سے حصے مفقود ہیں اورموجودہ قرآنی فی الحقیقت اُس کتاب کا جوحضرت محمد نے اپنے اپنے پیروان کوسکھائی ایک تحریف شدہ اورناقابلِ اعتماد حصہ ہے۔

باب ششم

شہادتِ احادیث درباره قرآن

ناظرین کویادہوگا کہ حضرت عثمان نے ایک نسخہِ قرآن تالیف کرواکے رائج کیا اوردیگر نسخے جہاں تک دستیاب ہوسکے جمع کرکے جلادئیے۔ اس فعل کے سبب سے شیعہ لوگ ہمیشہ اُسے جابرسمجھتے چلے آئے ہیں اوراُس کے اس فعل کوبہت بُرا جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جن عباراتِ قرآنی میں حضرت علی اوراُس کے خاندان کی عظمت وبزرگی کا بیان تھا وہ سب عثمان نے قرآن سے خارج کردی ہیں۔ ایک پوری سورہ موجودہ قرآن سے مفقود ہے۔ اس سورہ میں حضرت علی کی فضیلت اوربزرگی کا بہت ذکر ہے۔ یہ "سورہ النورین" یعنی دونور کے نام سے مشہور ہے اوراُس سے حضرت محمد اورحضرت علی مراد ہیں ۔ چنانچہ یہ سورہ" تحقیق الایمان" کے گیارھویں سے تیرھویں صفحہ تک مفصل مندرج ہے۔ غالباً یہ سورہ علی کے تالیف کردہ قرآن میں سے ہے لیکن وہ قرآن ہی

مفقود ہے تاہم شیعہ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جب امام مہدی یعنی آخری امام ظاہر ہوگا توپھرپورا قرآن دنیا میں دیا جائیگا۔

احادیث کے مطالعہ سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ حضرت محمد کے ایام کا قرآن اس موجودہ مروجہ قرآن سے بہت بڑا تھا۔ چنانچہ ہشام نے ابی عبد اللہ سے ایک حدیث کی یوں روایت کی ہے۔"ان القران الذی جا بہ جبریل الیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلمہ سبعتہ عشرالف ایات" یعنی" جوقرآن جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اُس میں سترہ ہزارآیات تھیں"۔ لیکن بیضاوی کے بیان کے مطابق موجودہ قرآن میں فقط چھ ہزار دوسوچونسٹھ (۶۲۶۴) آیات ہیں۔ لہذا اس مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن اصلی قرآن کے قریباً دوثلث کے برابر ہے۔ اس مضمون پر اوراحادیث بھی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں یوں مرقوم ہے" محمد بن نصر عندانہ قال کان فی لمہ یکن اسمہ سبعین رجالا من قریش باسماء ھمہ واسماء آباھہ"یعنی محمد ابن نصر نے سناکہ ابی عبداللہ نے کہا کہ سورہ لمہ یکن میں قریش میں سے سترآدمیوں کے نام اُن کے آبا کے ناموں کے ساتھ مندرج تھے"۔ لیکن یہ ستر ناموں کی فہرست موجودہ قرآن سے مفقود ہے۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ یہ فہرست اُ س قرآن میں موجود تھی جواب نہیں ملتا اورجس کی طرف مندرجہ بالا حدیث اشارہ کرتی ہے۔

جلال الدین کی مشہورکتاب اتقان میں مرقوم ہے کہ" سورہ احزاب میں ایک ایسی آیت موجود تھی جس میں زنا کی سزا مندرج تھی۔ یہ مشہورآیت جوکہ آیت الرجم کے نام سے نامزد ہے احادیث میں اس کا اکثر ذکرملتا ہے اوراس میں ذرا بھی شک نہیں کہ کسی وقت یہ آیت قرآن میں داخل تھی۔ چنانچہ اتقان میں یوں مندرج ہے" فیھا آیتہ الرجمہ قال وماالرجمہ قال اذارینا الشیخ والشیختہ فارجموھا"۔یعنی" اُس میں (سورہ احزاب میں) آیت الرجم تھی۔ اُس نے (ابنِ کعب نے) کہا اورالرجم کیا ہے؟ اُس نے(ابن حبش نے) کہا اگرکوئی شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تواُن کوسنگسار کرو"۔ یہ آیت موجودہ قرآن سے مفقود ہے لیکن اس امر کی کافی سے زیادہ شہادت موجود ہے کہ یہ آیت اصلی قرآن میں شامل تھی۔ مثلاً لکھا ہے کہ عمر اُسے فی الحقیقت قرآن کا

حصه جانتا اورمانتاتھا لیکن چونکه کسی قاریِ قرآن نے اُسکے
خیال کی تائید وتصدیق نه کی اس لئے اُس نے اسے قرآن میں
داخل کرنے سے انکارکیا۔ چنانچه کتاب فتح الباری میں یوں
مرقوم ہے"بقول عمر هذا انه کانت عنده شهادت فی آیته
الرجم انها من القرآن فلمه یلقحها بنض المصحف بشهادت
وحده" یعنی عمر نے بیان کیاکه اُس کے پاس اس امر کی
شہادت تھی که آیت الرجم جزوقرآن ہے لیکن چونکه کسی
اورنے اُس کی شہادت کی تائید نه کی اس لئے وہ اُسے قرآن میں
داخل کرنے کی جرات نه کرسکا"۔ ان احادیث سے ثابت
ہوتاہے که حضرت محمد کے زمانه کے حافظان قرآن کے
حافظه کی مبالغه آمیزتعریف سے کچھ خارج کرنا چاہیے کیونکه
یه آیت فی الحقیقت جزوقرآن تھی لیکن اس حقیقت کی
تصدیق ایك حافظ بھی نه کی۔ آنحضرت کی نہایت عزیز بیوی
حضرت عائشه کی شہادت آیت الرجم کے بارے میں کئی
احادیث میں مندرج ہے چنانچه ایك حدیث میں یوں مرقوم
ہے" قالت عائشته کانت الاحزاب نفرفی زمن رسول الله مایتی
آیته فلما کتب عثمان المصاحف مایقدرالاعلیٰ مااثبت وکان
فیها آیته الرجمه "یعنی سوره احزاب جومیں پڑھتی تھی
نامکمل تھی۔رسول الله کے زمانه میں اُس میں دوسوآیات
تھیں اورجب عثمان نے قرآن لکھا تواُس نے کوئی آیت قبول
نه کی جس کی تائید وتصدیق شہادت سے نه ہوئی ہواورآیت
الرجم بھی ایسی ہی تھی"۔آنحضرت کی عزیزترین بیوی کی اس
شہادت سے موجوده قرآن کے نامکمل ہونے کے بارے میں
مندرجه بلا بیانات کی نہایت صفائی وصراحت کے ساتھ
تصدیق ہوتی ہے کیونکه حضرت عائشه کے بیان کے مطابق
حضرت محمد کےزمانے میں سوره احزاب میں دوسوآیات
تھیں درحالیکه موجوده قرآن کے مطابق فقط تہتر۷۳آیات
ہیں۔ پھرحضرت عائشه حضرت عمر کی شہادت سے متفق
ہوکر کہتی ہیں که اس سوره میں آیت الرجم تھی لیکن موجوده
قرآن میں اس آیت کا کہیں نام ونشان تك نہیں ملتا۔ پھرکتاب
مہاجرات کی مندرجه ایك حدیث سے بھی اس مشہورآیت کی
گم گشتگی کا پته ملتاہے۔ چنانچه لکھاہے" عن عائشته قالت لقد
نزلت آیته الرجمه ورضاعته الکبیر عشر القد کان صحیفته تحر
سریری فلما مات رسول الله صلعمه وتشا غلنا بموته دخل

واجن فا کلھا"۔ یعنی عائشہ نے بیان کیاکہ آیت الرجم اورآیت الرضاعت نازل ہوئیں اورلکھی گئیں لیکن کاغذ میرے تخت کے نیچے تھا اورجب رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اورہم اُن کی تجہیز وتکیفن میں مشغول تھے ایک بکری گھر میں آگھسی اوراُسے کھا گئی؛ اب اس آیت کے بارے میں کچھ اورلکھنے کی ضرورت نہیں۔ اب بھی اگرناظرین اُن تمام حقیقتوں کوپڑھ کر جن کوہم قلمبند کرچکے ہیں قرآن کی الہٰی حفاظت کے دعاوی کو بے بنیاد نہ سمجھیں توضروریا تووہ علمی پہلو سے بالکل بے بہرہ ہیں یا تعصب نے اُن کی چشم بصیرت پر تاریکی کا پردہ ڈال رکھا ہے۔ مبادا کوئی ہمارے اس بیان کومبالغہ آمیز تصور کرے ہم چند احادیث معتبرہ اوربھی نقل کرتے ہیں جن سے ثابت ہوجائیگا کہ ہم نہایت صاف طورسے حقائق پیش کررہے ہیں۔ چنانچہ ابن عمر کی ایک نہایت مشہورومعروف حدیث میں یوں مرقوم ہے" عن ابن عمر قال لا یقولو احد کمہ قداحذت القرآن کلمہ قدذھب منہ قرآن کثیر ولکن یقل قد اخذت ماظہر منہ" یعنی ابن عمر نے کہا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے تمام قرآن پالیا ہے کیونکہ جو قرآن معلوم ہے وہ تمام وکامل نہیں ہے اوربہت سے حصے گُم ہوگئے ہیں لیکن یوں کہنا چاہیے کہ میرے پاس اتنا قرآن ہے جتنا کہ معلوم ومحفوظ ہے"۔

پھر ایک اورحدیث میں یوں مندرج ہے" بن جیش قال ابی بن کعب کاین تعد سورہ الاحزاب ؟ قلت اثنین وسبعین ایتہ اوثلاثاو سبعین ایتہ قال ان کانت لتعدل سورہ البقر" یعنی ابن جیش نے بیان کیا کہ ابن کعب نے کہا سورہ احزاب میں کتنی آیا ت ہیں؟ میں نے کہا ۷۲، یا ۷۳۔ اُس نے کہا سورہ احزاب سورہ بقر کے برابر تھی"۔ یہ مشہور حدیث جلال الدین السیوتی کی مشہور تصنیف اتقان میں مندرج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ الاحزاب جس میں اب ۷۲، یا ۷۳ آیات ہیں کسی وقت میں سورہ البقرہ کے برابر تھی جس میں ۲۸۶ آیات ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اس ایک سورہ سے ۲۰۰ سے زیادہ آیات گم ہوگئی ہیں۔

پھرابن عباس کی ایک نہایت مشہورومعروف حدیث میں یوں مرقوم ہے" قال سالت علی بن ابی طالب لمہ لمہ یکتب قی براۃ بسم اللہ الرحمن الرحیمہ؟ قال انہا امان

وبراة منزلت بالسیف وعن مالك ان اولها لما سقط مع ابسم اللہ فقد ثبت انها کانت تعدل بقرة لطولها" یعنی ابن عباس نے کہا میں نے علی ابن ابی طالب سے پوچھا کہ سورہ براۃ کیوں بغیر بسم اللہ لکھی گئی ؟ اُس نے کہا اس لئے کہ بسم اللہ ایمان کے لئے اورسورہ براۃ جنگ کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اورمالک کی ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اس سورہ کا پہلا حصہ گم ہوگیا تو بسم اللہ بھی اس کے ساتھ ہی جاتی رہی لیکن یہ بات ثابت شدہ ہے اس کی لمبائی سورہ بقرہ کے برابر تھی"۔

علاوہ بریں مسلم کی جمع کردہ احادیث میں سے ایک میں مرقوم ہے کہ قاری قرآن ابوموسیٰ نامی نے بصرہ کے قاریانِ قرآن کی ایک جماعت سے مخاطب ہوکر۔ یوں کہا " اناکنا نقداسورہ کنا نسشبہاما فی الطول والشدہ ببراۃ فاینتھا غیرانی قد حفظت منہا۔۔۔ وکنا نقرا سورہ کنا نشبہا باحد من السبحان فاینتہا غیرانی قد حفظت منہا" یعنی" ہم ایک سورہ پڑھا کرتے تھے جوطول اوررجزوتوبیخ میں سورہ براۃ کے برابر تھی پر وہ میری یاد سے جاتی رہی۔ صرف ایک آیت مجھے یاد ہے۔۔۔ پھرہم ایک اورسورہ بھی پڑھا کرتے تھے جوکہ مسبحات میں سے ایک کے برابر تھی اُس کی مجھے ایک ہی آیت یاد ہے کہ باقی سب بھول گئیں۔ اس مقام پر یہ کہنا ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ ان سورتوں میں سے کوئی بھی حضرت عثمان کے تالیف کردہ قرآن میں نظرنہیں آتی۔

پھرنہایت مشہورومعروف محدث البخاری کی تواریخ میں ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سورہ احزاب سے بہت سی آیات بالکل غائب ومفقود ہیں۔ چنانچہ یوں مرقوم ہے" واخرج البخاری فی تاریخه عن حذیفته قال قرات سورہ الحزاب علی النبی فلسیت منها سبعین آیته ماوجد تها" یعنی اوربخاری نے اپنی تواریخ میں ایک حدیث حذیفہ سے لکھی ہے کہ اُس نے کہا میں نبی کے سامنے سورہ احزاب پڑھ رہا تھا لیکن اس کی ستر(۷۰)آیت بھول گئیں اورپھر کبھی دستیاب نہ ہوئیں۔

اس کتابچہ کوختم کرنے سے پہلے ایک اورحدیث قابل اندراج ہے۔ اُس میں بجائے ماضی کے قرآن کی آئندہ تواریخ کا بیان ہے۔

چنانچه ابن ماجه یوں بیان کرتا ہے" عن حذیفه بن الیمان قال رسول الله صلعمه یدرس الا سلام کمایدرس وشق الثوب حتی الایدرک ماصیام ولا صلواة لانسک ولا صدقته ولیسری علی کتاب الله عزوجل فی لیلته فلایبقی فی الارض منه آیه" یعنی حذیفه ابن یمان نے کہا رسول الله صلعم نے فرمایاکه اسلام پوشاک کےدامن کی طرح کہنه وبوسیده ہوجائیگا یہاں تک که لوگ نمازوروزه اورصدقه وخیرات سے بالکل بے خبرہوجائینگے اورایک رات کو کلام الله بالکل غائب ہوجائیگا اوراُس کی ایک آیت بھی روئے زمین پر باقی نہیں رہیگی"۔

جواحادیث ہم نقل کرچکے ہیں اُن کے بارے میں ہم کچھ اورنہیں کہنا چاہتے۔ اُن سے نہایت صفائی وصراحت کے ساتھ اورکافی طورسے ہرایک منصف مزاج حق جوئی پرروشن ہوجائیگا که متن قرآن کی موجوده حالت کیسی ہے۔ اہل اسلام کو عموماً یه تعلیم دی جاتی ہے که قرآن کوالہٰی حفاظت ہر طرح کے تغیر وتبدل سے محفوظ رکھتی ہے بلکه قرآن خود اس عظیم دعویٰ کا مدعی ہے چنانچه لکھا ہے" یقیناً ہم نے قرآن کونازل کیا اورہم ضروراُس کو محفوظ رکھینگے"۔

پھرایک اورمقام پر مندرج ہے" یه کتاب جس کی آیات تخریب وتحریف سے محفوظ ہیں۔۔۔۔ خدائے حکیم وعلیم کی طرف سے بوسیله وحی بھیجی گئی ہے"۔ احادیث میں بھی اسی قسم کے لغوولایعنی دعاوی مندرج ہیں۔ چنانچه کتاب فضائل القرآن میں مرقوم ہے که اگرقرآن آگ میں ڈال دیا جائے توآگ اُس کوہرگزنه جلائیگی۔

جوشواہد ودلائل اس کتابچه میں علمائے اسلام اور کتُبِ اسلام سے پیش کئے گئے ہیں اُنکی روشنی میں ناظرین خود انصاف سے دیکھ لیں که قرآن کی صحت ودرستی کے مذکوره بالا دعاوی کی کیا حقیقت ہے اس سے صاف عیاں ہوجائیگا که قرآن الہٰی حفاظت میں محفوظ ہونے کا مُدعی بننے میں خود اپنی بیخ کرنی کرتاہے۔ اورانسانی ایجاد واختراع ثابت ہوتاہے۔ اگرناظرین اس اہم مضمون پر زائد آگہی کے خواہشمدن ہوں توپنجاب ٹریکٹ سوسائٹی لاہور سے اردوزبان میں هدایت المسلمین،مینارالحق، میزان الحق،

تحقیق الایمان ،تحریفِ قرآن اورتاویل القرآن منگواکر مطالعہ کریں اوراس مضمون کا نہایت سرگرمی سے پیچھا کریں کیونکہ جن کے خیالات وتصانیف کا ہم نے ذکرکیا ہے وہ دین اسلام کے اول درجے کے علماء میں سے ہیں اورجو کچھ اُنہوں نے تحریر کیا ہے اورشہادت دی ہے اُس کی تحقیر وتخفیف کرنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں ہے۔ہم دیکھ چکے ہیں کہ قاضی بیضاوی، امام حسین، مسلم، بخاری اورجلا الدین جیسے علما راسخین اسلام نے قرآن کے بارے میں کیا کہا ہے۔ ہم یہ بھی دیکھ چکے کہ خود حضرت محمد کی حینِ حیات ہی میں قرآن میں اختلافِ قرات پیدا ہوگیا تھا۔ ہم یہ بھی معلوم کرچکے ہیں کہ اختلافاتِ قراتہائے قرآن کو دورکرکے ایک قرات کی ترویج کی کوشش کا نتیجہ ہمیشہ ناکامیابی ہی ہوا۔ہم نے یہ بھی دریافت کیاہے کہ حضرت عثمان کی تصدیق وتروید اورحضرت ابوبکرکی تجدید وتصحیح ابن مسعود کے قرآن سے کہاں تک مختلف ومتفاوت تھی۔ علاوہ بریں ہم نے بڑے بڑے مفسرینِ اسلام کی تفاسیر سے معلوم کرلیا ہے کہ موجودہ قرآن میں اختلافِ قرات بکثرت موجود ہے جس سے اکثر مقامات پرآیات کے معانی بالکل تبدیل ہوجاتے ہیں اورآخر میں ہم نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ احادیث سے یہ متفقہ شہادت ملتی ہے کہ قرآن کے بہت سے بڑے بڑے حصے بالکل مفقود ہیں۔ اس حالت میں اہل اسلام کے لئے نہاتی مناسب اوربڑی دانائی کی بات ہے کہ اہل کتاب کی اُن کتب مقدسہ کی طرف رجوع لائیں جن پر ایمان وعمل کی خود حضرت محمد صاحب نے تاکید کی ہے۔ لاریب یہ کتابیں حضرت محمد کے ایام میں تخریب وتحریف سے پاک تھیں جیساکہ آنحضرت کے متواتر حوالجات سے صاف ظاہر ہوتا ہے ۔ اس میں بھی کسی طرح کے شک وشبہ کوجگہ نہیں کہ آنحضرت کے زمانے سے اب تک ان میں تحریف نہیں ہوئی کیونکہ یورپ کے بڑے بڑے عجائب خانوں میں وہ نسخے اب تک موجود ہیں جوحضرت محمد کے زمانے سے بہت عرصہ پیشتر کے لکھے ہوئے ہیں اوراُن میں اورزمانہ حال کی مروجہ اناجیل میں موافقت ومطابقتِ کلی ہے۔

اس کتابچہ کے پڑھنے والے کوچاہیے کہ اس کو پڑھ کر بند کرنے سے پیشتر اس کے سرورق کوزینت دینے والی آیتِ

قرآنی پر خوب غور وفکر کرے۔ وہ آیت کہتی ہے " اگرتم نہیں جانتے ہوتواہل ذکر سے پوچھ لو"۔ اے مسلمان پڑھنے والے کیا آپ کے لئے یہ اوّل درجے کی دانائی کی بات نہیں ہے کہ آپ قرآن کی اس تعلیم کومانیں اوراناجیل میں راہِ حیات کوتلاش کریں؟ نہ صرف اہل اسلام کویہ ہدایت ہوتی ہے کہ مسیحی دین کی کتُب مقدسہ سے اپنے شکوک رفع کریں بلکہ خود حضرت محمد کو بھی قرآن یہی ہدایت دیتاہے۔ چنانچہ سورہ یونس کی ۹۴ویں آیت میں یوں مرقوم ہے" فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَؤُونَ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكَ "یعنی سواگر توہے شک میں اُس چیز سے جواُتاری ہم نے تیری طرف توپوچھ اُن سے جوپڑھتے ہیں کتاب تجھ سے آگے"۔ ہم بخوبی یہ دلائل وبراہین دیکھ چکے ہیں کہ موجودہ قرآن قابل اعتماد ووثوق نہیں ہے۔ پس اہلِ اسلام کوچاہیے کہ دلیری ومصمم ارادے کے ساتھ اناجیل کی طرف متوجہ ہوں اوراُن سے خدا کی اس عجیب محبت کودریافت کریں جواس ذوالجلال نے سیدنا مسیح میں ظاہر فرمائی ہے۔ سیدنا مسیح خود فرماتے ہیں کہ" زمین وآسمان ٹل جائینگے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی"۔ خدا کے اخلاق اوراُس کی مرضی کا پورا اورکامل اظہار صرف انجیل ہی میں نظرآتا ہے اورصرف انجیل ہی میں مرقوم ہے کہ خدا نے جہان سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے سیدنا عیسیٰ مسیح کو دے دیا تاکہ جوکوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ اے پڑھنے والے اُس نجات دہندہ کے محبت بھرے الفاظ پر کان لگا اورسن کہ وہ خود فرماتاہے کہ " اے تم سب لوگوجوتھکے اوربڑے بوجھ سے دبے ہوئے ہومیرے پاس آؤ اورمیں تمہیں آرام دونگا۔ میرا جوا اٹھالو۔ اورمجھ سے سیکھو کیونکہ میں دل سے خاکسارہوں اورتم اپنے جوؤں میں آرام پاؤ گے کیونکہ میرا جوا ملائم اورمیرا بوجھ ہلکا ہے"۔